فصل 17

"تہوار" ایک ملت کے ظہور کا ذریعہ.. حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلالت

ہماری نئی تالیف

اقتِضَاءُ الصِّرَاطِ المُستَقِيم

عَنْ عَائِشَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْہَا)، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَىَّ أَبُوْ بَكْرٍ (رضي الله عنه)، وَعِنْدِىْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِى الأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهٖ الأَنْصَارِ، يَوْمَ بُعَاثٍ. قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَبِمَزْمُوْرِ الشَّيْطَانِ فِىْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ وَذٰلِكَ يَوْمُ عِيْدٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْداً وَهٰذَا عِيْدُنَا.** (متفق علیہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو انصاری لڑکیاں تھیں جو گا رہی تھیں اُن رجزیہ اشعار پر جو انصار نے جنگ بعاث کے موقع پر گائے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ دونوں کوئی (باقاعدہ) گانے والیاں نہ تھیں۔ تب ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: ارے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطان کے راگ؟ جبکہ یہ عید کا دن تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے، اور آج ہماری عید ہے۔

اِس حدیث میں وجہِ دلالت تین پہلوؤں سے ہے:

۱۔ <u>ہر قوم کی اپنی اپنی عید</u>۔ **إنَّ لكُلِّ قومٍ عِيدًا**

اِس حدیث کے الفاظ اور اِن دو قرآنی آیتوں کے الفاظ کے مابین مماثلت پر ذرا غور کرو:

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (البقرة:۱۴۸) "ہر کسی کی کوئی سمت ہے جس کی طرف اُس کو رخ کرنا ہوتا ہے"۔

اور لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجاً (المائدة:۴۸) "تم میں سے ہر کسی کے لیے ہی ہم نے ایک شریعت اور ایک منہاج ٹھہرا دیا ہے"۔

اول الذکر آیت، قبلہ سے متعلق ہے اور لِكُلٍّ کا لفظ بول کر ہر امت کا الگ الگ اختصاص واضح کیا گیا ہے، اِسی لیے ہم دیکھتے ہیں وہاں پر یہ بھی فرمایا گیا: وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ (البقرۃ:۱۴۶) "اور تم اُن کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں ہو، اور وہ بھی ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں"۔ چنانچہ اِن دو آیتوں کی طرح حدیث (لِكُلِّ قَومٍ) میں بھی لام اختصاص کا آیا ہے۔ یعنی جس طرح از روئے آیت: قبلہ میں شرعی اختصاص ہے (ہر امت کا اپنا اپنا قبلہ) ویسے ہی ازرُوئے حدیث: عید میں شرعی اختصاص ثابت ہوتا ہے؛ یعنی یہود کی اپنی عید، نصاریٰ کی اپنی، اور مسلمانوں کی اپنی۔ جب اختصاص ہے تو کوئی کسی دوسرے کے قبلہ کی طرف جائے گا اور نہ دوسرے کی عید کی طرف۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمانا: وَإِنَّ عِيدَنَا هٰذَا اليَوم "اور ہماری عید آج ہے"،

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے تہوار اِن دو مواقع کے اندر محصور ہیں۔ الیَوم پر جو الف لام ہے وہ استغراق کا فائدہ دیتا ہے؛ جیسے فرمایا: تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ "نماز کی تحریم، تکبیر ہے اور تحلیل، تسلیم"۔ (تکبیر پر ال کا فائدہ یہ ہوا کہ: تکبیر ہی سے نماز کی تحریم ہو گی۔ اور تسلیم پر ال کا فائدہ یہ کہ: سلام سے ہی نماز کی تحلیل ہو گی۔ یعنی ایسا نہیں کہ تکبیر سے بھی تحریم ہو جاتی ہو البتہ تکبیر کے علاوہ کسی چیز سے بھی تحریم ہو جاتی ہو، یا یہ کہ سلام کے علاوہ کسی لفظ سے بھی نماز کی تحلیل ہو جاتی ہو۔ یہ فائدہ ہوا استغراق کے "ال" کا)۔ جبکہ لفظ ھٰذا سے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ روزِ عید کی جنس کی طرف ہے نہ کہ عین کی طرف؛ لہٰذا عید الفطر کے ساتھ عید الاضحیٰ (اپنے پورے ایام کے

ساتھ) خود بخود شامل ہو گی؛ جیسا کہ ابو داود اور نسائی میں عقبہ بن عامرؓ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: **يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ مِنىٰ عِيْدُنَا أَهْلِ الإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ** ''یومِ عرفہ، یومِ قربان، اور منیٰ کے ایام ہم اہل اسلام کی عید ہیں، اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں''۔

۳۔ **إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْداً**

کے الفاظ نبی ﷺ نے بچیوں کے گانے وغیرہ پر رخصت دینے کے سیاق میں ارشاد فرمائے ہیں۔ پس یہ (گانے وغیرہ ایسی) رخصت اِس مناسبت سے ہو گی کہ یہ ''مسلمانوں کی عید'' ہے۔ کسی اور ''عید'' کے لیے یہ احکام ہی نہ ہوں گے۔ ورنہ ایک بات (جسے ''مزمور الشیطان'' کہنے پر آپ ﷺ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا) کی اگر ہر وقت ہی گنجائش ہے تو خاص یہ لفظ بول کر کہ ''ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے'' کوئی خصوصی گنجائش بتانے کا کوئی معنیٰ ہی نہیں رہ جاتا۔

(کتاب کے صفحات 646 تا 449)